حضرت شیخ عبدالنبی شامیؒ

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے حجرہ مبارک میں مصروف عبادت و ریاضت تھے۔ حاجت مند منتظر تھے کہ آپ کب حجرہ سے برآمد ہوتے ہیں تاکہ اپنا مدعا بیان کریں۔ انہیں میں دیوان بوہڑہ مل بہل کھتری بھی موجود تھا جس کے دل کا غم اس کے چہرے سے عیاں تھا۔ آپ کے دراقدس پر حاضری سے قبل وہ بیشمار ہندو فقیروں' سنیاسیوں اور پروہتوں سے مل چکا تھا لیکن اس کے دل کی آرزو ہنوز تشنہ کام تھی۔ تمام دروازں سے مایوس و نامراد ہونے کے بعد وہ مسلمانوں کے امام و پیشوا کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا کہ شاید مراد بر آئے۔ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ حجرہ مبارک کا دروازہ کھلا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سراپا عشق و مستی باہر تشریف لائے اور دیوان بوہڑا سے خنداں بلب ملے۔ اس نے مدعا عرض کرنے کے لئے ابھی ہونٹوں کو جنبش نہیں دی تھی کہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تعالٰی کے فضل کرم سے ایک سال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا جنم لے گا۔"

دیوان بوہڑہ نے سنا تو چہرے پر خوشیوں کے چراغ روشن ہو گئے۔ فرط انبساط سے زبان گنگ ہو گئی تھی۔ آپ کے خدام جو وہاں موجود تھے سمجھنے سے قاصر تھے کہ ایک غیر مسلم کے ساتھ اس قدر التفات کیوں برتا جارہا ہے۔ ان کے دلی خدشات آپ پر منکشف ہو گئے اور زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا۔

"اس شخص کے ہاں ایک ولی کامل پیدا ہو گا۔"

دیوان بوہڑہ مژدہ جانفزا سن کر ہوشیار پور کے گاؤں شام چوراسی کو لوٹ گیا اور اپنی بیوی کو بھی خوشخبری سنائی۔ زوجین کو یقین کامل تھا کہ مسلمانوں کے مجدد کے منہ سے نکلی ہوئی بات سچ ثابت ہو گی۔ لہٰذا حسب ارشاد ایک سال بعد ۲۹ رمضان المبارک بروز پیر ۱۰۲۸ ہجری کو آپ تولد ہوئے۔ بوقت پیدائش گھر میں انوار کی بارش ہونے لگی۔ ماں نے دودھ پلانا چاہا تو منہ موڑ لیا۔ ماں کو تشویش ہوئی لیکن اسے کیا علم تھا کہ اس کی گود میں جو بچہ ہے وہ مادر زاد ولی اللہ ہے اور آج اس کا روزہ ہے۔ چنانچہ جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ والدین نے آپ کا نام لالہ بھوپت رائے رکھا۔

ابتداء سے ہی آپ کے اطوار و انداز عام بچوں سے جداگانہ تھے۔ دیوان بوہڑہ جب دیکھتا کہ بھوپت رائے بہت مختلف ہے تو اس کے ذہن میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فقرہ گونجنے لگتا کہ یہ بچہ مرد کامل ہو گا لیکن اس وقت اس بات کا مفہوم اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ جب آپ علم حاصل کرنے کی عمر کو پہنچے تو تمام تر ہندو عصبیت کے باوجود دیوان بوہڑہ کو بیٹے کی تعلیم کے لئے ایک مسلمان استاد کی خدمات حاصل کرنا پڑیں حالانکہ قصبہ میں مسلمانوں کی آبادی آٹے میں نمک کے برابر تھی۔ جب آپ سات سال کے ہوئے تو حضرت سعدی

رحمتہ اللہ علیہ کی معروف کتاب بوستان شروع کی۔ اس زمانے میں فارسی سرکاری اور عربی، علمی اور دینی زبان تھی۔ ایک دن استاد نے اشعار پڑھائے جن کا مطلب تھا کہ راہ صفا پر گامزن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کی جائے۔ اس کے بغیر منزل پر پہنچنا نصیب نہیں ہو سکتا۔ تو دل کی دنیا بدل گئی، سکھ چین برباد ہو گیا، دل اچاٹ ہو گیا، تڑپ بھی تھی اور طلب بھی، مگر منزل نظروں سے اوجھل تھی۔ استاد گرامی سے کہا کہ دائرۂ اسلام میں شامل فرما کر راہ صفا دکھائیں۔ مگر آپ تسلی بخش جواب نہ دیتے۔ سینے میں اضطراب کی موجیں اٹھنے لگیں۔ جب اضطراری کیفیت بہت بڑھ گئی تو ایک شب نور مجسّم، ہادی اکمل، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خواب میں تشریف لائے اور کلمہ طیبہ کی تلقین فرمائی۔ بیدار ہوئے تو دنیائے دل میں انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ چہرے پر فرح و شادمانی کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے تھے۔ استاد محترم کی خدمت میں آئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ بے حد مسرور ہوئے مبارکباد دی اور حضرت سیدنا عبدالوہاب قادری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔ سارا ماجرا عرض کیا تو انہوں نے آپ کو کلمہ طیبہ پڑھا دیا۔ دین اسلام کے ارکان کی تعلیم دی اور اسلامی نام عبدالنبی رکھا۔

والدین نے جب دیکھا کہ ان کا بیٹا ہندو دھرم سے ہٹ رہا ہے تو اس پر نت نئی سختیاں کرنے لگے۔ وقت گزرتا رہا، بیٹے کا رخ بدلنے اور واپس اپنے مذہب پر لانے کے لئے لالہ راماں مل جو موضع سرہ گولند پور ضلع امرتسر کا رہنے والا اور بیدی مھتری قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا کی لڑکی سے شادی کر دی۔ لیکن یہ حربہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ سسر کے پند و نصائح کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ بڑی سے بڑی سختی پر بھی آپ کے ماتھے پر شکن نہ پڑتی تھی۔ صبر و حوصلہ سے برداشت کرتے۔ آپ کے والدین کو کیا خبر تھی کہ یہ تو سنت صحابہؓ ہے جنہوں نے اسلام کی خاطر کیا کیا مصائب برداشت کئے تھے۔ ایک دن دیوان بوہڑہ آپ کو زرد کوب

کرنے کے لئے اٹھا تو آپ گھر سے بھاگ گئے اور شام چوراسی کو خیرباد کہا۔

اس زمانہ میں حضرت حاجی عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ ایک پالکی میں سوار سلطان پور لودھی ضلع کپور تھلہ مشرق پنجاب سے کہیں باہر تشریف لے جارہے تھے کہ جب نواح میں پہنچے تو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ ایک مرد خدا آرہا ہے۔ کہاروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ حضرت عبدالنبی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ دیکھتے ہی فرمایا "لو اللہ کا پیارا بندہ آگیا ہے" اور پھر آپ حضرت عبدالنبی کو ساتھ لے کر واپس وطن سلطان پور آگئے۔ ان دونوں یہ اسلامی تعلیم کا مرکز تھا۔ آپ کا باطن تو پیدائش سے ہی روشن تھا ظاہری علوم کی تکمیل حضرت حاجی عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے نصیب ہوئی۔ آپ نے نہ صرف تفسیر و حدیث و فقہ کا علم حاصل کیا بلکہ دوسری کتب سماوی کا بھی مطالعہ کیا۔ میدان تصوف میں بھی کمال حاصل کیا اور سلوک کی منازل بھی طے کیں اور اس کے لئے سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت حاجی عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، لیکن خرقہ خلافت آپ کو اپنے پیر بھائی حضرت حاجی سید محمد عالم پوری رحمتہ اللہ علیہ سے عطا ہوا۔

حضرت شیخ عبدالنبی شامی رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان العارفین حضرت حاجی عبداللہ سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ان گنت فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہوئے لیکن زیادہ عرصہ عالم پور میں مخدوم حضرت حاجی احمد طاہر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں رہے اور معرفت الٰہیہ کی بے شمار منازل طے کیں۔ آپ ہر لحظ مرشد کی خدمت پر آمادہ و تیار رہتے تھے۔ اپنے شیخ کی ذات میں فناہ ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ مرشد نے فرمایا سنا ہے کہ شام چوراسی ییں بڑی عمدہ گاجریں ہوتی ہیں تو اس دن سے معمول بنا لیا کہ ہر دوسرے تیسرے روز گجریلا تیار کراکر ہنڈیا پر رکھتے اور پینتالیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے مرشد کی خدمت میں لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ راستے میں بارش ہونے لگی اور

ہنڈیا کی سیاہی بہہ کر چہرہ مبارک پر آگئی۔ صبح کے وقت جب مرشد نے آپ کا نام لے کر پکارا تو عرض کیا۔

"حضور حاضر ہوں۔"

دیکھا تو سینے سے لگایا اور دعا فرمائی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اولیاء اللہ میں بلند مقام عطا فرمایا اور علم لدنی سے مالا مال کردیا۔

ایک دن آپ مرشد کو مل کر واپس آرہے تھے کہ راستے میں سپاہیوں کا دستہ دیکھا جنہوں نے ایک غریب آدمی کو پکڑ رکھا تھا اور اس سے بیکار میں مشقت لے رہے تھے۔ آپ نے انہیں ظلم سے باز رہنے کے لئے کہا تو ایک سپاہی نے کہا۔

"اگر اتنا رحم آتا ہے تو اس کا بوجھ اٹھا لو۔" آپ نے اس سے سامان لے لیا۔ تھوڑی دور جا کر سپاہیوں نے پلٹ کر دیکھا تو ورطہ حیرت میں ڈوب گئے۔ سامان آپ کے سر اقدس سے کافی اونچا ہوا میں چلا آرہا تھا۔ فوراً گھوڑوں سے اترے قدموں میں گر پڑے اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ انہیں ساتھ لے کر اپنے مرشد حضرت حاجی محمد طاہر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ انہیں بیعت فرمالیں۔ لیکن مرشد نے فرمایا کہ آپ بیعت کرلیں۔ چنانچہ آپ کے فیضان نظر سے وہ سپاہی اللہ والے بن گئے۔

مرشد سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ شام چوراسی میں سکونت پذیر ہوئے۔ ایک دن آپ اپنے بیوی بچوں کو لینے کے لئے سری گوبندپور تشریف لے گئے اور ایک مسجد میں قیام کیا۔ بیوی کو کسی عورت نے اطلاع دی تو وہ چوری چھپے ملنے آئی اور عرض کیا کہ میرے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤ۔ دوسرے دن وہ بچوں سمیت آگئی۔ گھر لوٹتے وقت جب دریائے بیاس پر پہنچے تو کوئی کشتی موجود نہ تھی۔ اسی اثنا میں آپ کا سسر مسلح آدمیوں کے ہمراہ آتا دکھائی دیا تو آپ نے پانی پر اپنا مصلیٰ بچھایا اپنے

ساتھ بیوی بچوں کو بٹھایا اور دریا پار کر لیا۔ یہ کرامت دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

ایک دن آپ کے مرشد شام چوراسی تشریف لائے اور فرمایا کہ میرا ارادہ سفر پر جانے کا ہے تو آپ نے شرف معیت کے لئے درخواست کی۔ چنانچہ دونوں پیر و مرشد تبلیغ حق کے لئے چل پڑے اور بارہ سال گھر سے باہر رہے' واپس آئے تو مرشد ہمراہ تھے۔ بیوی سے مرشد کی خاطر و مدارات کے لئے کہا تو اس نے ایک روپیہ نکال کر دیا اور عرض کی جو چاہے لے آئیں۔ یہ وہی روپیہ تھا جو آپ نے تبلیغ حق پر روانہ ہونے سے قبل بیوی کو دیا تھا۔ بیوی سے پوچھا گزر اوقات کیسے ہوتی رہی۔ اس نیک بی بی نے عرض کی کہ صاجزادہ عبدالواحد جنگل سے لکڑیاں اور برخوردار عبدالحق گھاس لے آتا تھا اسے فروخت کر کے گزر اوقات کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالنبی شامی رحمتہ اللہ علیہ بابا جی کے نام سے دور و نزدیک مشہور تھے۔ آپ کے مریدوں میں امراء وزراء اور سرکاری اعلیٰ عہدہ داران اور زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ اپنے مریدین کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے جس کی وجہ سے وہ سلوک کی اعلیٰ منازل باآسانی طے کر لیتے تھے۔ لیکن کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ خود کو فقیر لکھنے کی بجائے حقیر لکھا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کا مقام کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ایک دن دو شعراء شام چوراسی آئے۔ ان دنوں آپ کی طبیعت ناساز تھی اور گھر کے اندر تشریف فرما تھے۔ اطلاع کرائی تو آپ نے کہلوا بھیجا کہ جو کہنا ہے لکھ کر بھیج دیں۔ انہوں نے دل میں سوچا کہ اب آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں توجہ اور قوت جذب میں ضعف آگیا ہو گا۔ الغرض ان ملاقاتیوں نے رقعہ تحریر کیا اور اشتیاق ملاقات ظاہر کیا اور صرف بیعت حاصل کرنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ آپ نے اس رقعہ کی پشت پر لکھ بھیجا کہ میں

بہت بوڑھا ہو گیا ہوں' جذب و توجہ کی قوت نہیں لہٰذا کسی اور کامل بزرگ کو تلاش کریں یہ پڑھ کر وہ بہت شرمندہ و متاسف ہوئے۔ کچھ عرصہ شام چوراسی میں ہی مقیم رہے اور جب آپ صحت مند ہو کر گھر سے باہر تشریف لائے تو وہ آپ کے خدام میں شامل ہو گئے۔

ایک دن دو ہندو لڑکیاں جو شام چوراسی میں بیاہی ہوئی تھیں اتفاقاً" آپ کے سامنے سے گزریں تو زبان پر کلمہ شہادت جاری ہو گیا اور مسلمان ہو گئیں۔ ان کے سسرال والوں نے بہت سمجھایا مگر وہ اسلام چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئیں۔ انہیں گھر سے نکال دیا گیا۔ حضرت شامی رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں بچیوں کی طرح گھر میں رکھا اور پھر ان کی شادی اپنے دو خلفاء سے کر دی۔

حضرت عبدالنبی شامی رحمتہ اللہ علیہ نے علم سلوک و تصوف پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ مکتوبات بھی یادگار چھوڑے ہیں جو معرفت الٰہیہ اور حب رسول اللہ علیہ وسلم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ دورد پاک بھی لکھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بابا جی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی۔ تبلیغ اسلام کرتے اور اللہ کے بندوں میں فیوض و برکات تقسیم فرماتے جب آپ کی عمر ۱۱۸ سال ہوئی تو رفیق اعلیٰ کی طرف سے بلاوا آگیا۔ یہ بدھ کا دن ۲۲ ربیع الاول اور سن ۱۱۴۶ ہجری تھا۔

آپ کا عرس ہر سال ۹ تا ۱۱ ستمبر منعقد ہوتا ہے اس موقع پر دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ ان میں غیر مذہب کے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ فیض کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

آپ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ ادب ہر بھلائی رفعت اور مقام کے حصول کی کلید ہے۔ جہاں کہیں فساد نظر آئے تو تحقیق کرنے پر یہی ثابت ہو گا کہ یہاں سے ادب اٹھ گیا ہے۔ علاوہ زیادہ علم و مرتبے والے کی موجودگی میں کم علم و مرتبہ کے شخص کو بولنا نہیں چاہیے یہ ادب کے منافی ہے۔